

## الجواب بعون الوهاب بشرط صحة السؤال

و عليكم السلام ورحمة الله وبركاته  
الحمد لله، والصلاة والسلام على رسول الله، أما بعد!

### توحید اور اس کی اقسام

: الحمد لله رب العالمين، والعاقيه للمتقين، والصلاة والسلام على عبده ورسوله وخليفه وامير علي وحيد وصفوته من خلقه، نبينا وامانا وسيدنا محمد بن عبد الله، وعلى آله واصحابه، ومن سلك سبيله وابتنى بهداه الى يوم الدين۔ اما بعد

میں اللہ عزوجل کا شکر ادا کرتا ہوں کہ اس نے دینی بھائیوں اور عزیز بھوں کے ساتھ اس ملاقات کا موقع عطا فرمایا، اللہ تعالیٰ کے حضور دست بدعا کرتا ہوں کہ وہ اس ملاقات کو بابرکت بنا دے، ہمارے دلوں اور عملوں کی اصلاح فرمادے، ہمیں دین کی سمجھ بوجھ اور اس پر ثابت قدمی عطا فرمائے، دنیا بھر میں بسنے والے تمام مسلمانوں کی اصلاح فرمادے، اچھے لوگوں کو مسلمانوں کا حکمران بنا دے اور ان کے قائدین کی اصلاح فرمادے اور داعیان ہدایت بکثرت فرمادے۔ انہ جواد کریم۔

میں اس جامعہ، جامعہ ام القریٰ کی انتظامیہ کا ”مرکز الصیغی“ میں اس پروگرام کے انعقاد کرنے پر ان کا شکریہ ادا کرتا ہوں، جن میں مدیر جامعہ برادر گرامی قدر جناب ڈاکٹر راشد بن راجح بطور خاص قابل ذکر ہیں کہ انہوں نے اس ملاقات کی مجھے دعوت دی، میں اللہ تعالیٰ سے اس کے اسماء حسنیٰ اور صفات علیا کے واسطے یہ دعا کرتا ہوں کہ وہ ہم سب کو دنیا و آخرت کی خیر و بھلائی اور سعادت کی توفیق عطا فرمائے

: دینی بھائیو! سامعین کرام!! ہم نے ابھی ابھی سورہ حشر کی وہ آیات کریمہ سنی ہیں، جن کی ایک طالب علم نے تلاوت کی ہے، ان آیات کریمہ میں عبرت بھی ہے اور نصیحت بھی، چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ نَاغَةً مِّنْ لَّدِي وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ (الحشر ۵۹/۱۸)

اے ایمان والو! اللہ سے ڈرتے رہو اور ہر شخص کو دیکھنا چاہئے کہ اس نے کل (یعنی فرمائے قیامت) کے لئے کیا (سامان) بھیجا ہے اور (ہم پھر کہتے ہیں کہ) اللہ سے ڈرتے رہو، بے شک اللہ تمہارے سب اعمال سے خیر دار ہے۔

اللہ عزوجل کی یہ ساری کتاب مقدس اول سے آکر تک سراپا نصیحت و دعوت خیر ہے، اس میں اسباب نجات و سعادت کی یاد دہانی ہے اور ترغیب و ترہیب کی تلقین بھی، لہذا سب مسلمانوں کو چاہئے کہ اس کتاب میں خوب غور و فکر کریں اور امر و نہی کی پہچان کے لئے اس کی کثرت سے تلاوت کریں تاکہ جس بات کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے، مومن اس کے مطابق عمل کر سکے اور جس بات سے اس نے منع فرمایا ہے، مرد مومن اس سے رک جائے۔

کتاب اللہ سراپا ہدایت و نور اور اس میں خیر و بھلائی کے لئے رہنمائی کا سامان ہے، ہر شے سے بچنے کی تلقین ہے، اس میں مکارم اخلاق اور محاسن اعمال کی دعوت ہے اور اس میں برے اخلاق و اعمال سے بچنے کی تلقین بھی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

إِنَّ هَذَا الْقُرْآنَ يَنْبَغِي لِيُتْلَىٰ حِينَ تَأْتُم (الاسراء ۱۷/۹)

”یقیناً یہ قرآن وہ راستہ دکھاتا ہے جو سب سے سیدھا ہے۔“

: یعنی قرآن مجید اس راستہ کی طرف رہنمائی کرتا ہے جو سب سے زیادہ ہدایت والا، سیدھا اور صحیح راستہ ہے، جیسا کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے فرمایا ہے

قُلْ بُولَدِيْنَ آمَنُوا هَدَىٰ وَشَفَاءً (فصلت ۴۱/۴۴)

”آپ کہہ دیجئے کہ یہ تو ایمان والوں کے لیے ہدایت و شفا ہے۔“

: اور فرمایا

”یہ) بابرکت کتاب ہے جو ہم نے آپ کی طرف نازل کی ہے تاکہ اس کی آیتوں پر غور کریں اور تاکہ عقلمند لوگ نصیحت حاصل کریں۔“

مزید ارشاد فرمایا:

وَأُوْحِیَ اِلَیْہَا ہَذَا الْقُرْآنَ لِتُدْرِکُم بِہِ وَ مَن یَلْغُ (الانعام ۶/۱۹)

”اور یہ قرآن مجید مجھ پر اس لئے اتارا گیا ہے کہ میں اس کے ذریعے سے تم کو اور جس جس شخص تک یہ قرآن پہنچے ان سب کو ڈراؤں۔“

کتاب اللہ سرایا ہدایت و نور اور مجسم عبرت و نصیحت ہے لہذا میں اپنے آپ کو اور ان کو بھی جو میری بات سن رہے ہیں یا جن تک میری یہ بات پہنچے، یہ وصیت کرتا ہوں کہ اس کتاب عظیم کے ساتھ خصوصی تعلق قائم کرو، یہ کائنات کی سب سے اشرف و اعظم کتاب ہے، یہ آسمان سے نازل ہونے والی کتابوں میں سب سے آخری کتاب ہے، جو شخص طلب ہدایت اور معرفت حق کئے اس کتاب میں غور و فخر کرے، اللہ تعالیٰ اسے ضرور اس کی توفیق عطا کرتا اور ہدایت سے بہرہ مند فرماتا ہے۔

یہ کتاب عظیم جس اہم ترین موضوع پر مشتمل ہے، وہ اس بات کا بیان ہے کہ اللہ تعالیٰ کلاپنے بندوں پر کیا حق ہے، اور بندوں کلاپنے اللہ پر کیا حق ہے، یہ قرآن مجید کا سب سے اہم موضوع ہے کہ اللہ تعالیٰ کلاپنے بندوں پر حق ہے کہ وہ اس کی توحید کے عقیدہ کو اختیار کریں، اخلاص کے ساتھ صرف اسی کی عبادت کریں اور اس کے ساتھ ساتھ قرآن مجید شکر اکبر کو بیان کرتا اور ہمیں بتاتا ہے کہ یہ ناقابل معافی گناہ ہے نیز قرآن مجید کفر و ضلالت کی مختلف انواع و اقسام کو بھی بیان کرتا ہے۔

اس کتاب میں تدریک کرنے سے اگر اس واجب عظیم کا علم ہو جائے اور اس سلسلے میں اللہ تعالیٰ نے جو ذکر فرمایا ہے اس پر غور کرنے کا موقع مل جائے تو یہ بھی خیر عظیم اور فضل کبیر ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ اس کتاب عظیم میں خیر و بھلائی کی طرف رہنمائی کی گئی اور ہر شر سے ڈرایا گیا ہے، جیسا کہ قبل ازیں بیان کیا گیا۔

کتاب اللہ کے بعد خصوصی توجہ کا مرکز و محور سنت رسول اللہ کو ہونا چاہئے کہ یہ ہمارے دین کا اصل ثانی اور وحی ثانی ہے، سنت رسول اللہ کتاب اللہ کی تفسیر ہے، کلام الہی کے مخفی مقامات کی تشریح اور کتاب اللہ کی توضیح ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

وَأَنْزَلْنَا اِلَیْکَ الذِّکْرَ لِتُبَیِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَیْہِمْ وَلَعَلَّہُمْ یَتَفَكَّرُونَ (النحل ۱۶/۳۳)

”اور ہم نے آپ پر یہ کتاب نازل کی ہے تاکہ آپ لوگوں پر ان احکامات (ارشادات) کو واضح کر دیں جو ان کی طرف نازل کئے گئے ہیں۔“

اور فرمایا:

فَمَا نَزَّلْنَا عَلَیْکَ الْکِتَابَ اِلَّا لَتُبَیِّنَ لِقَوْمِہِ الَّذِیْنَ اختلفوا فیہ (النحل ۱۶/۶۳)

”اس کتاب (قرآن مجید) کو ہم نے آپ پر اس لئے اتارا ہے کہ آپ ہر اس چیز کو واضح کر دیں جس میں ان کا اختلاف ہے“

قرآن مجید اس لئے نازل کیا گیا کہ لوگوں کو خیر و بھلائی کی دعوت دی جائے، انہیں راہ نجات کی تعلیم دی جائے، بلاکت و بربادی کے راستوں سے بچایا جائے اور اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یہ حکم دیا کہ لوگوں کی طرف جانا نازل کیا گیا ہے، اسے کھول کھول کر نازل بیان فرمادیں اور مشتبہ امور کی تشریح و توضیح فرمادیں، چنانچہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بعثت سے لے کر وفات تک لوگوں کو کتاب اللہ کے احکام پر عمل پیرا ہونے کی دعوت دیتے رہے، کتاب اللہ کے احکام کی تشریح و توضیح فرماتے رہے اور جس سے قرآن نے منع کیا ہے، اس سے ڈراتے رہے۔ آپ کی عمر مبارک میں سے نبوت کا یہ عرصہ تیس برس پر مشتمل ہے جو سب کا سب دعوت و بیان اور ترغیب و ترہیب میں بسر ہوا حتیٰ کہ آپ اپنے اس کام کی تکمیل کے بعد اپنے رفیق اعلیٰ کے پاس تشریف لے گئے۔ آج کی اس رات میرے لیکچر کا موضوع بہت عظیم اور بہت اہم ہے اور وہ ہے عقیدہ کا موضوع یعنی یہ موضوع کہ توحید کیا ہے اور اس کی ضد کیا ہے۔ توحید وہ امر ہے جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے رسولوں کو مبعوث فرمایا، کتابیں نازل فرمائیں اور جنوں اور انسانوں کو پیدا فرمایا، اصل مسئلہ توحید ہے اور باقی تمام احکام اس کے تابع (ہیں)۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: وَنَاخَلَقْنَا الْاِنْسَانَ وَالْاِنْسَانَ اَللّٰی یَتَذَكَّرُونَ (الذاریات ۵۶/۵۷)

”اور میں نے جنوں اور انسانوں کو محض اسی لیے پیدا کیا ہے کہ وہ صرف میری عبادت کریں“

اس کے معنی یہ ہیں کہ وہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی ذات گرامی کو عبادت کئے لئے مخصوص قرار دے لیں اور صرف اسی ہی کی عبادت کریں، جنوں اور انسانوں کو عبث اور بے معنی پیدا نہیں کیا گیا اور نہ اس کئے لئے کہ وہ کھائیں پیئیں، محلات تعمیر کریں، نہریں جاری کریں، درخت لگائیں اور نہ انہیں دنیا کے دوسرے اہم کاموں کئے لئے پیدا کیا گیا ہے بلکہ ان کی تخلیق کا مقصد یہ ہے کہ اپنے رب کی عبادت کریں، اس کی تعظیم، بحالائیں، اس کے ارشادات کے سلسلے سر جھکا دیں، اس کے نواہی سے باز رہیں، اس کی حدود کے پاس رک جائیں، بندوں کو اس کی طرف متوجہ کریں اور ان کی اس کے حق کی طرف رہنمائی کریں اور اس لئے اپنے بندوں کئے لئے انواع و اقسام کی نعمتیں اس لئے (پیدا فرمائی ہیں تاکہ ان کے استعمال سے اس کی اطاعت بندگی کئے لئے ان میں توانائی آجائے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ہُوَ الَّذِیْ خَلَقَ لَکُمْ نَافِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا (البقرہ ۲۹/۲۴)

”وہی تو ہے جس نے سب چیزیں جو زمین میں ہیں، تمہارے لئے پیدا کیں۔“

(نیز فرمایا: وَسَخَّرْنَا لَکُمْ نَافِی السَّمَاوَاتِ وَ نَافِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا لِیَذَکَّرَہُنَّ (البقرہ ۳۵/۱۳)

”اور آسمان وزمین کی سب (تمام) چیزوں کو اس لئے اپنے حکم سے مطیع کر دیا ہے۔“

اللہ جل و علا نے بارشوں کو نازل فرمایا، اسی نے نہروں کو چلایا، اسی نے بندوں کے لئے رزق اور انواع و اقسام کی نعمتوں تک رسائی کو آسان بنا دیا تاکہ بندے انہیں استعمال کر کے اس کی اطاعت و بندگی کے لئے توفیق حاصل کر سکیں، اور یہ رزق اور یہ نعمتیں زندگی کے آخر تک ان کے لئے زادہ راہ کا کام دیں اور تاکہ ان پر حجت قائم ہو جائے اور کسی قسم کی گنجائش باقی نہ رہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِي كُلِّ أُمَّةٍ رَّسُولًا أَنِ اعْبُدُوا اللَّهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوتَ (النحل ۱۶/۳۶)

”اور ہم نے ہر امت میں رسول بھیجا کہ اللہ کی عبادت کرو اور بت پرستی سے اجتناب کرو“

فرمان باری تعالیٰ ہے:

وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُولٍ إِلَّا نُوحِي إِلَيْهِ أَنَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنَا فَاعْبُدُونِ (الانبیاء ۲۱/۲۵)

”اور جو رسول ہم نے آپ سے پہلے بھیجا ان کی طرف یہی وحی نازل فرمائی کہ میرے سوا کوئی معبود برحق نہیں پس تم سب میری ہی عبادت کرو“

ارشاد ربانی ہے:

وَأَسْأَلُ مَنْ أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مَنْ أُرْسِلْنَا أَخْلَعْنَا مِنْ دُونِ الرَّحْمَنِ آدَمَ يُعَذِّبُونَ (الزخرف ۳۵/۳۳)

”اور (اے محمد ﷺ) جو پہلے بھیجے ہیں، ان کے احوال دریافت کر لو کیا ہم نے سوائے رحمن کے سوا اور معبود مقرر کیے تھے کہ ان کی عبادت کی جائے۔“

مزید فرمایا: وَهَٰؤُلَاءِ رِبِّكَ لَا تَعْبُدُوا إِلَّا إِيَّاهُ (الاسراء ۱۷/۲۳)

”اور تمہارے پروردگار نے ارشاد فرمایا ہے کہ اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو۔“

(اور سورہ فاتحہ میں فرمایا: إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ (الفاتحہ ۱/۵)

”اے پروردگار! ہم خاص تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور خاص تجھ ہی سے مدد چاہتے ہیں۔“

ان کے علاوہ اور بھی بہت سی آیات ہیں جو اس بات پر دلالت کناں ہیں کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے مخلوق کو اس لئے پیدا فرمایا ہے کہ مخلوق صرف اسی کی عبادت کرے، اللہ تعالیٰ نے انہیں حکم بھی دیا ہے اور اسی مقصد کی خاطر رسولوں کو بھیجا تاکہ وہ لوگوں کو اللہ کی طرف دعوت دیں اور اس کی توحید کو لوگوں کے سامنے بیان فرمائیں۔

اہل علم، جو حضرات اہلبیاء کرام کے نائب ہیں، ان پر بھی واجب ہے کہ اس امر عظیم کو لوگوں کے سامنے بیان کریں، اہل علم کا سب سے بڑا مطلوب یہی ہونا چاہئے، ان کی پوری توجہ عنایت اسی طرف ہونی چاہئے، کیونکہ اگر عقیدہ توحید سلامت رہا تو دیگر امور بھی اس کے تابع ہوں گے اور اگر توحید میں خلل آگیا تو دیگر اعمال اقبال کچھ نفع و پہنچا سکیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

وَلَوْ أَشْرَكُوا لَحَبِطَ عَنْهُمْ نَافَعُهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ (الانعام ۶/۸۸)

”اور اگر (بالفرض و الحال) یہ لوگ مشرک کرتے تو جو عمل وہ کرتے تھے، وہ سب ضائع ہو جاتے۔“

(اور فرمایا: وَقَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَى النَّاسِ إِذْ أَخْرَجَهُمْ مِنَ ظُلُمَاتٍ إِلَى نُورٍ وَكَرِهُوا النُّورَ (الفرقان ۲۳/۲۵)

”اور انہوں نے جو جو عمل کیے گئے ہم نے ان کی طرف متوجہ ہو کر ان کو اڑتی خاک (پراگندہ ذروں کی طرح) کر دیں گے۔“

(نیز فرمایا: وَلَقَدْ أَوْحَى الْيَكُ وَالَّذِينَ مِنْ قَبْلِكَ لَنْ أَشْرَكَتَ لِيُحِبُّنَّ عَمَلِكُمْ وَتَتَّخِذُوا مِنْ آيَاتِنَا سَبِينَ (الزمر ۳۹/۶۵)

”اے محمد ﷺ آپ کی طرف اور آپ سے پہلے کے تمام انبیاء علیہم السلام کی طرف یہی وحی بھیجی ہے گئی ہے کہ اگر تم نے بھی مشرک کیا تو تمہارے عمل برباد ہو جائیں گے اور تم تو زیانکاروں میں سے ہو جاؤ گے۔“

اس کی تائید اس بات سے بھی ہوتی ہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نبوت سے سرفراز ہونے کے بعد مکہ مکرمہ میں دس برس گزارے اور اس عرصہ میں نماز کی فریضیت سے قبل آپ نے لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی توحید کی دعوت دی، اس سارے عرصہ میں آپ کی دعوت یہ تھی کہ اللہ تعالیٰ کی توحید کو اختیار کرو، شرک اور بت پرستی کو چھوڑ دو، تمام جنوں اور انسانوں پر یہ واجب ہے کہ وہ صرف اللہ وحدہ لا شریک کی عبادت کریں اور پہلے آبا و اجداد کے شرک کو چھوڑ دیں۔ روم کے بادشاہ ہرقل نے صلح حدیبیہ کے ایام میں اہل بیت بنی ہاشم سے ہرجس و مرجس میں آیا ہوا تھا، جب ہرقل کو اس قریشی قافلہ کے بارے میں بتایا گیا تو اس نے انہیں اپنے دربار میں طلب کیا تاکہ ان سے نبی کے بارے میں سوال کرے، اس قافلہ کے سربراہ اہل بیت بنی ہاشم تھے، ہرقل نے ان سے آپ کے اور آپ کے دعویٰ نبوت کے بارے میں کچھ سوالات پوچھے۔ ہرقل نے حکم دیا کہ اہل بیت کو اس کے سامنے بٹھایا جائے اور اس کے ساتھ لوگوں کو اس کے پیچھے بٹھادیا جائے اور اپنے ترجمان سے کہا کہ ان لوگوں سے کہہ دو کہ میں اہل بیت سے کچھ سوالات پوچھنے لگا ہوں اور اگر یہ غلط جواب دیں تو ان کی تکذیب کر دینا۔ ہرقل نے اس موقع پر اہل بیت سے نبی کریم ﷺ کے بارے میں بہت سے سوالات پوچھے جو مشہور و معروف ہیں اور صحیح بخاری اور دیگر کتب میں موجود ہیں، ان سوالات میں سے ایک سوال یہ بھی تھا کہ ”یہ نبوت کا دعویٰ کرنے والا انسان کس بات کی دعوت دیتا ہے۔“ اہل بیت کا جواب تھا کہ وہ ہمیں یہ دعوت دیتا ہے کہ ہم اللہ وحدہ کی عبادت کریں۔ ہرقل نے اپنے آبا و اجداد کے دین کو ترک کر دیں نیز وہ ہمیں نماز پڑھنے، سچ بولنے، صلہ رحمی کرنے اور عنف و پاک دامنگی کی زندگی بسر کرنے کا حکم دیتا ہے۔ ہرقل نے یہ سن کر کہا کہ اگر تم ٹھیک کہتے ہو تو وہ ایک دن میرے ان قدموں کی جگہ کا مالک ہوگا، چنانچہ ایسے ہی ہوا، اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو ملک شام کا مالک بنا دیا، رومیوں کو وہاں سے نکال دیا اور اپنے نبی اور اپنے لشکر کو اس نے فتح و نصرت سے سرفراز فرمایا۔

مقصود یہ کہ شریعت کا یہ اصول ایک عظیم امر ہے اور لوگوں نے جب اس میں سستی کی تو وہ شرک اکبر میں مبتلا ہو گئے۔۔۔ مگر جس پر اللہ تعالیٰ نے رحم فرمایا۔ یہ لوگ اسلام کے مدعی ہیں اور جو ان پر اسلام کی خلاف ورزی کا الزام عائد کرے، اس کی مخالفت کرتے ہیں لیکن اس عظیم اصول سے جہالت کی وجہ سے خود شرک میں مبتلا ہیں انہوں نے اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر بہت سے مردوں کو معبود بنا کر ان کی عبادت شروع کر دی ہے، یہ لوگ ان کی قبروں کا طواف کرتے ہیں، ان سے فریاد کرتے ہیں، ان سے لپٹے بیماروں کی شفاء کے لئے دعا کرتے ہیں، حاجتوں کے پورا کرنے اور دشمنوں پر فتح حاصل کرنے کے لئے ان سے دعا کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ شرک نہیں بلکہ یہ تونیک لوگوں کی تعظیم اور ان کا اللہ تعالیٰ کے ہاں وسیلہ پیش کرنا ہے۔ یہ لوگ یہ بھی کہا کرتے ہیں کہ انسان اللہ تعالیٰ کو براہ راست نہیں پکار سکتا بلکہ اس کے لئے ضروری ہے کہ اولیاء کے واسطے کو اختیار کیا جائے جیسے بادشاہوں تک پہنچنے کے لئے وزیروں کا وسیلہ اختیار کرنا پڑتا ہے، اسی طرح رب تک پہنچنے کے لئے اولیاء کا وسیلہ اختیار کرنا ضروری ہے کہ اولیاء درحقیقت اللہ تعالیٰ کے وزیر ہیں۔ ان لوگوں نے اللہ تعالیٰ کو مخلوق کے سامنے ہتھیار دی اور پھر اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر مخلوق ہی کی عبادت شروع کر دی۔ نسال اللہ العافیۃ

یہ سب کچھ اس عظیم اصول کے بارے میں جہالت اور قلت بصیرت کی وجہ سے ہے۔ بدوی، شیخ عبدالقادر، حسین اور دیگر اولیاء کے بھاری درحقیقت بہت بڑی مصیبت میں مبتلا ہو چکے ہیں، یہ لوگ توحید کی حقیقت سے نا آشنا ہیں یہ انبیاء کرام کی دعوت سے ناواقف ہیں، ان پر امور غلط ہو گئے، یہ شرک میں مبتلا ہو کر اسے مستحق سمجھنے لگے اور شرک ہی کو انہوں نے دین اور تقرب الہی کا ذریعہ سمجھ لیا اور جو انہیں سمجھائے اس کے یہ منکر ہیں اور پھر اکثر شہروں میں اس عظیم اصول کے بارے میں بصیرت رکھنے والے علماء بھی بہت کم ہیں، اس قدر کم کہ انہیں انگلیوں پر شمار کیا جاسکتا ہے، اور ان میں سے بھی بعض کے بارے میں یہ کہا جاتا ہے کہ وہ عالم ہیں لیکن وہ بھی قبروں کی اس طرح تعظیم کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس طرح حکم نہیں دیا یعنی وہ بھی اہل قبور کو پکارتے، ان سے مدد طلب کرتے اور ان کی نذر وغیرہ ملتے ہیں۔

باقی رہے علماء حق، علماء سنت اور علماء توحید تو وہ ہر جگہ ہی کم ہیں لہذا اس جامعہ کے طلبہ اور دیگر تمام اسلامی جامعات کے طلبہ پر یہ واجب ہے کہ وہ اس اصول کو تمام لیں، اس کو نہایت مضبوط و مستحکم کر لیں تاکہ وہ ہدایت کے داعی اور حق کی بشارت سنانے والے بن جائیں اور لوگوں کو ان کے دین کی وہ حقیقت بتائیں جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی حضرت محمد ﷺ کو مبعوث فرمایا ہے بلکہ جس کے ساتھ اس نے اپنے تمام انبیاء کرام کو مبعوث فرمایا۔

اس وقت میں آپ کے سامنے جو گفتگو کروں گا اس کا تعلق توحید کی اقسام اور شرک کی اقسام سے ہے۔ توحید، وحد لوحہ توحید کا مصدر ہے جس کے معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ کو واحد مانا جائے یعنی یہ عقیدہ رکھا جائے کہ اللہ تعالیٰ اپنی ربوبیت، اسماء و صفات اور الوہیت و عبادات میں وحدہ لا شریک ہے، لوگ اسے تسلیم نہ بھی کریں تو وہ پھر بھی واحد ہے۔ صرف ایک اللہ کی عبادت کو توحید کے نام سے اس لئے موسوم کیا گیا کہ اس عقیدہ کے ساتھ بندہ اپنے رب کو واحد سمجھتا ہے اور اس عقیدہ کی روشنی میں وہ اپنے رب کی اخلاص کے ساتھ عبادت کرتا ہے، صرف اسی کو پکارتا اور یہ ایمان رکھتا ہے کہ صرف وہی اس کائنات کے تمام امور کا مدبر ہے، وہ ساری مخلوقات کا خالق ہے، وہ صاحب اسماء حسنی و صفات کاملہ ہے۔ صرف اور صرف وہی مستحق عبادت ہے، اس کے سوا کوئی اور عبادت کا مستحق نہیں ہے۔ اگر تفصیل کے ساتھ بیان کیا جائے تو ہم یوں کہہ سکتے ہیں کہ توحید کی تین قسمیں ہیں (۱) توحید ربوبیت (۲) توحید الوہیت اور (۳) توحید اسماء و صفات، توحید ربوبیت کا تو مشرک بھی اقرار کرتے تھے اور اس کا انکار نہیں کرتے تھے لیکن اس اقرار کے باوجود وہ دائرہ اسلام میں داخل نہ ہو سکے کیونکہ انہوں نے عبادت کو اللہ تعالیٰ کے لئے خاص نہ کیا اور توحید الوہیت کا اقرار نہ کیا۔ یہ اقرار تو کیا کہ ان کا رب وہی خالق و رازق ہے اور اللہ ان کا رب ہے لیکن انہوں نے عبادت کے لائق اسی وحدہ لا شریک کو نہ سمجھا۔ یہی وجہ ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ان کے خلاف جہاد کیا حتیٰ کہ وہ اللہ وحدہ لا شریک ہی کی عبادت کے قائل ہو گئے۔ توحید ربوبیت کے معنی رب تعالیٰ کے افعال، کائنات کے لئے اس کی تدبیر اور اس میں اس کے تصرف کے اقرار کے ہیں، اسے توحید ربوبیت کے نام سے اس لئے موسوم کیا جاتا ہے کہ بندہ اعتراف کرتا ہے کہ وہ خلاق و رزاق، امور کی تدبیر اور ان میں تصرف کرنے والا ہے، وہ دیتا بھی ہے اور روک بھی لیتا ہے، وہ تہہ بالا کرتا ہے، عزت و ذلت سے نوازتا ہے، (جلالتا اور امانا اور ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے فی الجملہ مشرکوں کو بھی اس کا اقرار تھا، جیسا کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا فرمان ہے: **وَلٰكِن سَأَلْتَهُمْ مَنْ خَلَقَهُمْ لَيَقُولُنَّ اللّٰهُ (الزخرف ۸۷/۸۳)**

”اور اگر آپ ان سے پوچھیں کہ انہیں کس نے پیدا کیا ہے؟ تو یقیناً کہیں گے ”اللہ“ نے۔“

(نیز فرمایا: **وَلٰكِن سَأَلْتَهُمْ مَنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ لَيَقُولُنَّ اللّٰهُ الذَّمْر ۳۸/۳۹**)

”اگر آپ ان سے پوچھیں کہ آسمانوں اور زمین کو کس نے پیدا کیا ہے تو ضرور کہیں گے کہ ”اللہ“ نے۔“

اور ارشاد گرامی ہے:

**قُلْ مَنْ رَزَقَهُمْ مِنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ اَمَّنْ يَمْلِكُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَمَنْ يُخْرِجُ الْحَيٰتَ مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْحَيٰتَ مِنَ الْمَيِّتِ وَمَنْ يُدْرِىُّ الْاَمْرَ فَيَسْئَلُوْنَ اللّٰهَ فَقُلْ اَعْلٰمُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ (یونس ۱۰/۳۱)**

ان سے (پوچھئے کہ تمہیں آسمان و زمین سے روزی کون پہنچاتا ہے یا (تمہارے) کانوں اور آنکھوں کا مالک کون ہے اور بے جان سے جاندار اور جاندار سے بے جان کون پیدا کرتا ہے اور دنیا کے کاموں کا انتظام کون کرتا) ” ہے؟ تو چھٹ (فورا) کہہ دیں گے کہ اللہ! تو کہو پھر تم (اللہ سے) ڈرتے کیوں نہیں؟

وہ ان امور کے متصرف تھے لیکن عبادت میں اللہ تعالیٰ کی توحید کے سلسلہ میں اس اقرار سے انہوں نے فائدہ نہ اٹھایا اور اخلاص کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی عبادت نہ کی بلکہ اس کے ساتھ انہوں نے کئی واسطے اختیار کئے اور گمان یہ کیا کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں یہ ان کے سفارش کرنے والے اور انہیں اللہ تعالیٰ کے قریب کر دینے والے ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

**وَيَذَرُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُهُمْ وَلَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَشْفَعُوْنَ لَهُمْ اُولٰٓئِكَ شُرَكَآءُ مَا كَانُوْا بِشَيْءٍ عِنْدَ اللّٰهِ (یونس ۱۸/۱۸)**

”اور یہ (لوگ) اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر ایسی چیزوں کی عبادت کرتے ہیں جو ان کا کچھ بگاڑ سکتی ہیں نہ ان کو نفع پہنچا سکتی ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ اللہ کے پاس ہمارے سفارشی ہیں۔“

اللہ تعالیٰ نے اس کی تردید کرتے ہوئے فرمایا:

**قُلْ اَسْتَشْفِعُوْنَ اللّٰهَ بِمَا لَا يَعْلَمُ فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْاَرْضِ سُبْحٰنَہُ وَتَعَالٰی عَمَّا يُشْرِكُوْنَ (یونس ۱۰/۱۸)**

”آپ کہہ دیجئے کیا تم اللہ کو ایسی چیز کی خبر دیتے ہو جس کا وجود اسے آسمانوں میں معلوم ہوتا ہے نہ زمین میں؟ اور پاک اور برتر ہے لوگوں کے شرک سے۔“

اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا کوئی شریک نہیں، آسمان نہ زمین میں بلکہ وہ تو واحد ہے، پاک و منزہ اور بلند والا ہے، فرد و صمد ہے، صرف اور صرف وہی مستحق عبادت ہے، جیسا کہ اس نے فرمایا ہے: فَأَعْبُدُوا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ دِينَهُمْ ۚ وَاللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۚ (یونس ۱۰۱۸)

(الزمر ۳۹/۳)

”پس آپ اللہ ہی کی عبادت کریں، اسی کے لئے عبادت کو خالص کرتے ہوئے، خالص عبادت اللہ ہی کے لئے (زیبا) ہے۔“

(اور پھر یہ بھی فرمایا ہے: وَالَّذِينَ آمَنُوا مِن دُونِهِ أُولَٰئِكَ مَا نُنَبِّئُكَ إِلَّا لِلشُّرْكَاءِ إِلَى اللَّهِ لُفْحَىٰ (الزمر ۳۹/۳)

”اور جن لوگوں نے اس کو چھوڑ کر اور دوست بنا رکھے ہیں (وہ کہتے ہیں کہ) ہم ان کی اس لئے عبادت کرتے ہیں کہ یہ ہمیں اللہ کا مقرب بنا دیں۔“

یعنی وہ یہ کہتے تھے کہ ہم ان کی اس لئے عبادت نہیں کرتے کہ یہ نفع و نقصان کے مالک ہیں یا یہ پیدا کرتے اور رزق دیتے ہیں یا یہ امور کی تدبیر کرتے ہیں، نہیں! بلکہ ہم تو ان کی اس لئے عبادت کرتے ہیں کہ یہ ہمیں اللہ تعالیٰ کے قریب کر دیتے ہیں جیسا کہ سورہ یونس کی آیت کے حوالے سے گزر چکا ہے کہ وہ اپنے ان معبودوں کے بارے میں یہ بھی کہا کرتے تھے کہ: بَدَّلْهُ شِعْرًا وَنَا عِنْدَ اللَّهِ (یونس ۱۰/۱۸)

”یہ اللہ کے پاس ہماری سفارش کرنے والے ہیں۔“

اس سے معلوم ہوا کہ وہ یہ عقیدہ نہیں رکھتے تھے کہ ان کے یہ معبود نفع و نقصان کے مالک ہیں، یا موت و حیات کا اختیار رکھتے ہیں، یا رزق دیتے، عطا کرتے اور منغ کرتے ہیں بلکہ وہ تو ان کی اس لئے عبادت کرتے تھے کہ یہ ان کی سفارش کریں اور انہیں اللہ تعالیٰ کے قریب کر دیں، لات عزی و منات، صبح و مریم اور نیک بندوں کی پہلے زمانے کے مشرک اس لئے عبادت نہیں کرتے تھے کہ وہ ان کو نفع و نقصان کا مالک سمجھتے تھے بلکہ وہ ان کی اس لئے عبادت کرتے تھے کہ وہ اس بات کے امیدوار تھے کہ ان کی سفارش کر دیں گے اور انہیں اللہ تعالیٰ کے قریب کر دیں گے، چنانچہ ان کے اس عقیدے کی وجہ سے حسب ذیل آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے انہیں مشرک قرار دیا (ہے: قُلْ أَتَعْبُدُونَ اللَّهَ بِمَا لَا يَنْفَعُكُمْ فِي السَّمَاوَاتِ وَلَا فِي الْأَرْضِ بُحْبُوحَةَ النَّبِيِّاتِ عَمَّا يُشْرِكُونَ (یونس ۱۰/۱۸)

”آپ کہہ دیں کیا تم اللہ کو ایسی چیز کی خبر دیتے ہو جس کا وجود اسے آسمانوں میں معلوم ہے نہ زمین میں؟ اور پاک ہے اور (اس کی شان) ان کے شرک کرنے سے بہت بلند و برتر ہے۔“

سورہ زمر کی آیت میں فرمایا ہے:

إِنَّ اللَّهَ يَخْتَصِمُ بَيْنَهُمْ فِي مَا هُمْ فِيهِ يَخْتَلِفُونَ ۚ إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكَافِرَ (الزمر ۳۹/۳)

”جن باتوں میں یہ لوگ اختلاف کرتے ہیں، یقیناً اللہ تعالیٰ ان کے درمیان ان کا فیصلہ کر دے گا۔ بے شک اللہ تعالیٰ اس شخص کو جو چھوٹا مانا شکر اسے ہدایت نہیں دیتا۔“

جب انہوں نے یہ کہا کہ ہم تو ان کی عبادت اس لئے کرتے ہیں کہ یہ ہمیں اللہ کے قریب کر دیں تو اللہ تعالیٰ نے انہیں کافر اور کاذب قرار دیا اور بیان فرمایا کہ یہ اپنے اس گمان میں چھوٹے ہیں کہ یہ انہیں اللہ کے قریب کر دیں گے اور اپنے اس عمل یعنی ان کی عبادت، ان کے نام پر ذبح، ان کے نام کی نذر و نیاز، ان سے دعا اور استغاثہ وغیرہ کی وجہ سے کافر ہیں۔ نبی ﷺ نے مکہ میں دس سال تک یہ دعوت دی کہ ”اللا الہ الا اللہ“ مہو کامیاب ہو جائے ”لیکن اکثر لوگوں نے آپ کی اس دعوت کو قبول کرنے سے اعراض کیا اور بہت تھوڑے لوگ تھے جنہوں نے ہدایت قبول کی، پھر مکہ والوں نے اتفاق سے یہ طے کیا کہ آپ کو شہید کر دیں لیکن اللہ تعالیٰ نے آپ کو ان کے شر اور محروم و فریب سے نجات عطا فرمائی اور پھر آپ مدینہ منورہ کی طرف ہجرت فرم گئے، وہاں آپ نے اللہ تعالیٰ کی شریعت کو قائم کیا اور دعوت الی اللہ دی، انصار نے اس دعوت کو قبول کر لیا اور پھر انہوں نے اور ماجریں نے آپ کے ساتھ مل کر مشرکین مکہ اور دوسرے کفار سے جہاد کیا حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے دین کو غالب اور اپنے کلمہ کو سر بلند کر دیا اور کفر اور کافروں کو ذلیل و خوار کر دیا۔ مشرکین توحید کی جس قسم کا اقرار کرتے تھے یہ توحید ربوبیت ہے یعنی اللہ تعالیٰ اپنے افعال مثلاً پیدا کرنے، رزق دینے، تدبیر کرنے، زندہ کرنے اور مارنے وغیرہ میں وحدہ لا شریک ہے حالانکہ یہ توحید ربوبیت، ان کے توحید الوہیت کے انکار کے خلاف دلیل ہے کیونکہ توحید ربوبیت، توحید الوہیت کو مستلزم ہے، یہ اس کی دلیل ہے اور اسے واجب قرار دیتی ہے، اسی وجہ سے ان کے اقرار کو ان کے خلاف حجت کے طور پر استعمال کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

قُلْ أَفَلَا تَعْقِلُونَ (یونس ۱۰/۱۰)

”تو کہو کہ پھر تم (اللہ سے) ڈرتے کیوں نہیں؟“

اور دوسری آیات میں فرمایا:

أَفَلَا تَعْقِلُونَ (یونس ۱۰/۱۶) ”پھر کیا تم عقل نہیں رکھتے!“

أَفَلَا تَعْقِلُونَ (یونس ۱۰/۳) ”پھر کیا تم پھر بھی نہیں سمجھتے۔“

اگر کوئی شخص اس امر پر تدبر کرے جس کا یہ لوگ اقرار کرتے تھے اور وہ عقل سے کام لے تو یقیناً اس نتیجہ پر پہنچے گا کہ جو ہستی ان صفات سے متصف ہو وہ یقیناً اس کی مستحق ہے کہ اس کی عبادت کی جائے، جب وہ خلاق ہے، رزاق ہے، مہی (حیات عطا کرنے والا) ہے، سمیت (مارنے والا) ہے، معطی (عطا کرنے والا) ہے، مانع (رہکنے والا) ہے، امور کا ناسبات کی تدبیر کرنے والا ہے، ہر چیز کو جلفنے والا اور ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے تو پھر یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ اسے چھوڑ کر اس کے غیر کی عبادت کی جائے، امید و خوف کا مرکز کسی اور کو قرار دیا جائے، اسے کاش! کفار اس حقیقت کو سمجھ لیتے لیکن یہ لوگ اس حقیقت کو سمجھتے ہی نہیں کہ:

انْتَهُوْا عَنِ الشَّيْطَانِ فَإِنَّهُ يَمْشِي بَيْنَ يَدَيْكُمْ ذِكْرًا لِلَّهِ ۚ أُولَٰئِكَ حِزْبُ الشَّيْطَانِ ۗ إِنَّ حِزْبَ الشَّيْطَانِ هُمُ الْخَالِفُونَ (المجادیہ ۱۹/۵۸)

”شیطان نے ان کو قائلوں میں کر لیا ہے اور اللہ کی یاد ان کو بھلا دی ہے۔ یہ (جماعت) شیطان کا لشکر ہے اور یقیناً شیطان کا لشکر نقصان اٹھانے والا ہے۔“

: اور منافقین کے بارے میں فرمایا

”یہ بہرے ہیں، گنگے ہیں، اندھے ہیں کہ (کسی طرح سیدھے رستے کی طرف) لوٹ ہی نہیں سکتے۔“

ان کے ساتھ مشابہت رکھنے والے لوگ بھی اسی طرح ہیں، جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: **وَلَقَدْ ذَرَأْنَا لِجَهَنَّمَ كَثِيرًا مِّنَ النَّاسِ وَالْإِنْسِ أَعْمَى فَهُوَ لَافِطٍ مِّنَ اللَّافِطِينَ بَنَّا وَنَمَّا أَذَانُ لَّا يَسْمَعُونَ بَنَّا أُولَئِكَ كَالْأَنْعَامِ بَلَّغْنَا مَعْنَاهُمْ وَلَٰكِن لَّا يَفْقَهُونَ** (الاعراف ۱۷/۹)

اور ہم نے بہت سے جن اور انسان دوزخ کے لئے پیدا کئے ہیں، ان کے دل ہیں لیکن سمجھتے نہیں، ان کی آنکھیں ہیں مگر ان سے دیکھتے نہیں اور ان کے کان ہیں مگر ان سے سنتے نہیں، یہ لوگ (بالکل) جو بالیوں کی طرح ہیں بلکہ۔۔۔ ان سے بھی زیادہ گمراہ ہیں، یہی لوگ ہی غفلت میں پڑے ہوئے ہیں۔

یہ لوگ حقیقی طور پر غافل ہیں، یہ جانوروں سے مشابہت رکھتے ہیں بلکہ ان سے بھی زیادہ بھٹکے ہوئے ہیں جیسا کہ اللہ نے آیات ینات، روشن دلائل اور ساطع براہین میں ان کے بارے میں ہی فرمایا ہے لیکن اس کے باوجود یہ لوگ سمجھتے نہیں اور نہ عقل سے کام لیتے ہیں بلکہ اپنے کفر و ضلالت میں ڈٹے ہوئے ہیں حتیٰ کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے بد رخصت اور احزاب۔۔۔ کے دن باقاعدہ جنگیں بھی کیں، یہ لوگ اپنے کفر و ضلالت میں سرگرداں رہے اور آیات الہی نے بھی انہیں کوئی نفع نہ دیا اور غفلت و بے نیازی سے بھی باز نہ آئے پھر ایک دن آیا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو غلبہ عطا فرمایا اپنے دین کو عزت بخشی اور دشمنوں کو مغلوب کر دیا اور نبی کریم ﷺ نے جب فتح مکہ کے دن ان سے جماد کیا تو اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر کو دشمنوں کے مقابلہ میں فتح و نصرت سے سرفراز فرمایا اور آپ نے مکہ کو بھی فتح کیا اور اب لوگ اللہ کے دین میں فوج در فوج داخل ہونا شروع ہو گئے اور اس وقت نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے توحید الوہیت کو خوب نمایاں طور پر کھول کھول کر بیان فرمایا، لوگوں نے اسے قبول کیا اور وہ دین حق میں داخل ہو گئے لیکن بعد ازاں ہوازن اور طائف کے لوگوں نے آپ کی مخالفت میں سر اٹھایا تو ان کے مقابلہ میں بھی اللہ تعالیٰ نے آپ کو فتح و نصرت سے نوازا اور ان کے شیرازہ کو منتشر کر دیا اور ان کی عورتوں، بچوں اور مالوں پر اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر کو غلبہ عطا فرمایا اور اس طرح آخر کار اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب نبی حضرت محمد ﷺ کو اپنے ایمان دار بندوں کو فتح و نصرت سے سرفراز فرمایا۔ **فَاخْرَجْنَا عَلَىٰ ذٰلِكَ تَوْحِيْدًا سَمِيًّا** توحید اسماء و صفات سے۔ یہ بھی توحید ربوبیت ہی کی جنس سے ہے۔ زمانہ جاہلیت کے لوگ اس توحید کا بھی اقرار کرتے اور اسے جلتے پہلانتے تھے، توحید ربوبیت، توحید اسماء و صفات کو بھی مستلزم ہے کیونکہ جو ہستی خلاق، رزاق اور پرہیزگار مالک ہوگی وہ تمام اسماء حسنی و صفات علیا کی بھی مستحق ہوگی اور وہ اپنی ذات، اسماء و صفات اور افعال میں کامل ہے، کوئی اس کا شریک ہے نہ اس کے مشابہ، آنکھیں اس کا ادراک نہیں کر سکتیں اور وہ سمیع و علیم ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ ۚ وَهُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ (الشوریٰ ۱۱/۳۲)

”اس جیسی کوئی چیز نہیں اور وہ سنتا دیکھتا ہے۔“

مزید فرمایا: **قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۙ ۱ اللّٰهُ الصَّمَدُ ۙ ۲ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ ۙ ۳ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ** (الاعلاص ۱۱۲/۳)

”آپ کہہ دیجئے کہ وہ (ذات پاک جس کا نام) اللہ ہے ایک ہی ہے (وہ) معبود برحق بے نیاز ہے، نہ کسی کا باپ ہے اور نہ کسی کا بیٹا اور کوئی اس کا ہمسر نہیں۔“

: کفار اپنے رب کو اس کے اسماء و صفات سے پہلانتے تھے اور اگر بعض نے خدا اور مت دھرم کی روش اختیار بھی کی تو اللہ تعالیٰ نے ان کی تکذیب کرتے ہوئے فرمایا:

كَذٰلِكَ اَرْسَلْنَاكَ فِيْ اٰمِنَةٍ قَلْبًا مِّنْ قَبْلِنَا اِنَّهُمْ لَفِئَئِيْمٌ عَلَيْنَا الَّذِيْ اُوْتِنَا الْبَيْتَ وَهُمْ يَخْفَرُوْنَ بِالْاٰخِرِيْنَ قُلْ مَوْزِنِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَلَيْنَا تَوَكَّلْتُ وَاِنَّهٗ مَتَابِعُ (الرعد ۳۰/۱۳)

کس طرح ہم اور پیغمبر بھیجے رہے ہیں) اسی طرح (اسے محمد!) ﷺ ہم نے آپ کو اس امت میں جس سے پہلے بہت سی امتیں گزر چکی ہیں، بھیجا ہے تاکہ آپ ان کو وہ (کتاب) جو ہم نے تمہاری طرف بھیجی ہے، پڑھ کر سنا۔۔۔ ”دین اور یہ لوگ رحمن کو نہیں ملتے۔ کہہ دیجئے، وہی تو میرا پروردگار ہے، اس کے سوا کوئی معبود برحق نہیں ہے، میں اسی پر بھروسہ رکھتا ہوں اور اسی کی طرف رجوع کرتا ہوں۔“

توحید کی تیسری قسم یہ ہے کہ عبادت کا مستحق صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی ذات گرامی کو قرار دیا جائے اور یہی معنی ہیں ”لا الہ الا اللہ“ کے یعنی اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی اور معبود نہیں ہے ”لا الہ الا اللہ“ کے اقرار سے غیر اللہ کی عبادت کی تمام انواع و اقسام کی نفی ہو جاتی ہے اور اللہ وحدہ سبحانہ و تعالیٰ کے لئے اس کا اثبات ہو جاتا ہے۔ یہ کلمہ تمام دین کی اصل اور اساس ہے۔ یہ وہ کلمہ ہے جس کی طرف نبی کریم ﷺ نے اپنی قوم کو دعوت دی اپنے پیغمبر کا بیٹا ہو جاتا ہے اور وہ اپنی قوم کے دین پر فخر ہوتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب مقدس کے بہت سے مقامات پر اس کلمہ کے معنی کی وضاحت فرمائی ہے۔ مثلاً اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

وَالَّذِيْ يَخْتُمُّ اِلٰهًا وَّاحِدًا ۙ لَّا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ (البقرة ۲/۱۶۳)

”اور (لوگو) تمہارا حقیقی معبود اللہ واحد ہے، اس بڑے مہربان (اور) رحم کرنے والے کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔“

(ایک اور ارشاد گرامی ہے: **وَقَضٰی رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْا اِلٰهًا اٰخَرَ** (الاسراء ۱۷/۳۱)

”اور تمہارے پروردگار نے حکم فرمایا ہے کہ اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو۔“

(مزید فرمایا: **اِنَّكَ تَعْبُدُوْا اِلٰهًا لَّمْ يَخْلُقْ** (الفتح ۴۸/۱)

”اے پروردگار! ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھی سے مدد مانگتے ہیں۔“

(اور فرمایا: **فَاَمَّا زُجَرَ الَّذِيْنَ اٰلَيْنٰهُمْ وَاللّٰهِ فَاَلْحَقْنٰهُمْ بِالَّذِيْنَ اٰلَيْنٰهُمْ** (الہود ۱۱/۹)

”انہیں تو حکم ہی دیا گیا تھا کہ اخلاص عمل کے ساتھ اللہ کی عبادت کریں“

ان کے علاوہ اور بھی بہت سی آیات کریمہ ہیں جو سب کی سب اس کلمہ کی تفسیر بیان کرتی ہیں اور یہ وضاحت کرتی ہیں کہ اس کلمہ کے معنی یہ ہیں کہ غیر اللہ کی عبادت کو باطل قرار دیا جائے اور یہ ثابت کیا جائے کہ عبادت صرف اور صرف اللہ وحدہ لا شریک کا حق ہے جس طرح کہ اس نے سورہ حج میں فرمایا:

ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ بُوْلُوْهُنَّحُوتٌ وَّ اَنَّ نَايِدَ عُمُوْنَ مِنْ دُوْنِهِ بُوْلَانِبَا طَلٌ وَّ اَنَّ اللّٰهَ بُوْلُ الْعٰلَمِيْنَ الْكَبِيْرِ (الحج ۲۲/۶۲)

”یہ اس لئے کہ اللہ ہی برحق ہے اور جس چیز کو (کافر) اللہ کے سوا پکارتے ہیں، وہ باطل ہے اور اس لئے کہ اللہ رفیع الشان اور بڑا ہے۔“

اور سورہ لقمان میں فرمایا:

ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ بُوْلُوْهُنَّحُوتٌ وَّ اَنَّ نَايِدَ عُمُوْنَ مِنْ دُوْنِهِ بُوْلَانِبَا طَلٌ وَّ اَنَّ اللّٰهَ بُوْلُ الْعٰلَمِيْنَ الْكَبِيْرِ (لقمان ۳۰/۳۱)

”یہ اس لئے کہ اللہ ہی کی ذات برحق ہے اور جن کو یہ لوگ اللہ کے سوا پکارتے ہیں، وہ لغو ہیں اور یہ کہ اللہ ہی عالی مرتبہ (اور) گرامی قدر ہے۔“

پس اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی ذات گرامی حق ہے، اس کی دعوت بھی حق ہے، اور صرف اور صرف اللہ سبحانہ و تعالیٰ ہی کی عبادت حق ہے، لہذا صرف اسی سے فریاد کی جائے، اسی کے نام کی نظر مانی جائے، اسی پر بھروسہ کیا جائے، اسی سے شفاء طلب کی جائے، اسی کے بیت عتیق (قدیم گھر) کا طواف کیا جائے۔ الغرض جس قدر بھی عبادت کی مختلف انواع و اقسام ہیں، ان سب کو اللہ تعالیٰ کی ذات گرامی کے لئے مخصوص سمجھا جائے کہ وہ ذات گرامی حق ہے، اس کا دین بھی حق ہے، جو شخص توحید کی ان تینوں قسموں کو خوب سمجھی طرح معلوم کرے، ان کی حفاظت کرے اور ان کے معانی پر ڈٹ جائے تو وہ جان لے گا کہ اللہ تعالیٰ کی ذات گرامی واحد اور برحق ہے اور ساری مخلوقات کے موصوف اور صرف وہی مستحق عبادت ہے۔ جو شخص توحید کی ان تین قسموں میں سے کسی ایک کو بھی ضائع کر دے تو اس نے گویا سب کو ضائع کر دیا کیونکہ یہ آپس میں لازم و ملزوم ہیں۔ دین اسلام کا تقاضا یہ ہے کہ توحید کی ان سب قسموں پر ایمان رکھا جائے۔ جو شخص اللہ تعالیٰ کی صفات و اسماء کا انکار کرے، اس کا کوئی دین نہیں اور جو شخص یہ گمان رکھے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ امور کی تدبیر کرنے کے لئے کوئی اور مصرف بھی ہے تو اہل علم کے اجماع کے مطابق وہ کافر اور شرک فی الاریت کا مرتکب ہے۔ جو شخص توحید ربوبیت اور توحید اسماء و صفات کا اقرار کرے لیکن عبادت صرف اللہ تعالیٰ کی نہ کرے بلکہ اس کے ساتھ مشائخ یا انبیاء یا فرشتوں، یا جنوں یا ستاروں یا بتوں وغیرہ کی بھی عبادت کرے تو اس نے اللہ تعالیٰ کی ذات گرامی کے ساتھ شرک اور کفر کیا اور اس حالت میں توحید کی باقی قسمیں یعنی توحید ربوبیت اور توحید اسماء و صفات بھی اس کے کچھ کام نہ آئیں گی۔ لہذا ضروری ہے کہ انسان کا توحید کی تینوں قسموں پر ایمان اور ان کے مطابق عمل ہو اور اقرار کرے کہ اللہ تعالیٰ اس کا رب ہے اور وہ خالق، رازق اور تمام امور کا مالک ہے اور اس کا بھی اراد کرے مشرک جس کا انکار کرتے تھے اور پھر اللہ تعالیٰ کے اسماء حسنی اور صفات علیا پر ایمان رکھے کہ اس کا کوئی ساتھی ہے نہ سیم و شریک، جیسا کہ اس نے خود ارشاد فرمایا ہے:

قُلْ بُوْلُوْا اللّٰهَ ۱ اللّٰهَ الصَّمَدُ ۲ لَمْ يَلِدْ وَّلَمْ يُولَدْ ۳ وَّلَمْ يَكُنْ لَهٗ كُفُوًاۗءٌ (الاعلاص ۱۱۲/۴)

”آپ کہہ دیجئے کہ وہ (ذات پاک جس کا نام) اللہ ہے ایک ہی ہے (وہ) معبود برحق بے نیاز ہے، نہ کسی کا باپ ہے اور نہ کسی کا بیٹا اور کوئی اس کا ہمسر نہیں۔“

(نیز فرمایا: فَلَا تُضْرِبُوْا اللّٰهَ الْاَمْثَالَ اِنَّ اللّٰهَ يَتَعَلَّمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ (النحل ۷۴/۱۶)

”تو (لوگو!) اللہ کے بارے میں (غلط) مثالیں نہ بناؤ اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔“

(مزید ارشاد فرمایا: لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ وَّبُوْلُ السَّمِيْعِ الْبَصِيْرِ (الشوری ۱۱/۴۲)

”اس جیسی کوئی چیز نہیں اور وہ سنتا دیکھتا ہے۔“

باقی رہ گیا امر ثالث تو وہ توحید عبادت ہے اور یہی معنی ہیں ”لا الہ الا اللہ“ کے اور یہی تمام انبیاء کی دعوت کی اساس عظیم ہے کیونکہ مشرک، توحید کی باقی دو قسموں کے منکر تھے، بلکہ صرف اس قسم یعنی عبادت کے منکر تھے یہی وجہ ہے کہ جب نبی ﷺ نے ان سے کہا: کہ ”کو“ لا الہ الا اللہ“ تو انہوں نے کہا:

اَبْجَلِ الْاَلَمِيْنَ اِلٰهَا وَاَجِدَا اِنَّ بَدَا شَيْءٌ عَجَابٌ (ص ۳۸/۵)

”کیا اس نے اتنے معبودوں کی جگہ ایک ہی معبود بنا دیا؟ یہ تو بڑی عجیب بات ہے۔“

(انہوں نے یہ بھی کہا: وَيَقُوْلُوْنَ اِنَّا تَارِكُوْا اٰلِهَتِنَا لِشَاعِرٍ مَّجْنُوْنٍ (الصافات ۳۴/۳۶)

”کیا ہم نے ایک دیوانے شاعر کی خاطر اپنے معبودوں کو چھوڑ دیں؟“

اور اس سے پہلے اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں یہ بیان فرمایا ہے:

اِنَّمَا كَاُوْرًا قَبِيْلٍ لَّمْ يَرْجِعْ اِلَّا اللّٰهَ يَسْتَجِيْبُوْنَ ۳۵ وَيَقُوْلُوْنَ اِنَّا تَارِكُوْا اٰلِهَتِنَا لِشَاعِرٍ مَّجْنُوْنٍ (الصافات ۳۴-۳۶)

”یہ وہ لوگ ہیں کہ جب ان سے کہا جاتا تھا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں تو اظہار تکبر کرتے تھے اور کہتے تھے کہ بھلا کیا ہم ایک دیوانے شاعر کے کہنے سے اپنے معبودوں کو چھوڑ دیں۔“

اور اللہ تعالیٰ نے ان کی تکذیب کرتے ہوئے فرمایا:

”نہیں) بلکہ وہ حق لے کر آئے ہیں اور (پیلے) پیغمبروں کو سچا کہتے ہیں۔“

توحید کی یہ قسم توحید عبادت ہے، پہلے مشرکوں نے بھی اس کا انکار کیا تھا اور آج کے مشرک بھی اس کے مشرک ہیں اور اس کے ساتھ ایمان نہیں رکھتے بلکہ یہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ غیر اللہ اشجار اور اجار کی عبادت کرتے ہیں، جنوں کی عبادت کرتے ہیں، اولیاء و صالحین کی عبادت کرتے ہیں، ان سے فریاد کرتے ہیں ان کے نام کی نذر ملتے اور ان کے نام پر جانوروں کو ذبح کرتے ہیں اور وہ تمام امور بھی کرتے ہیں جن کو آج کل قبروں، جنوں اور درختوں وغیرہ کے بہجاری بحاللاتے ہیں اور اس طرح غیر اللہ کی عبادت کرنے کی وجہ سے یہ لوگ مشرک و کافر ہیں اور اگر اسی حالت میں فوت ہو جائیں تو ان کی بخشش نہ ہوگی، جیسا کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے:

إِنَّ اللَّهَ لَا يُغْفِرُ لِمَنْ يُشْرِكُ بِهِ وَيُغْفِرُ مَا دُونَ ذَلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ (النساء ۴۸/۴۸)

”یقیناً اللہ تعالیٰ یہ جرم نہیں بخشے گا کہ کسی کو اس کا شریک ٹھہرایا جائے، اس کے سوا اور گناہ جس کو چاہے معاف کر دے۔“

نیز فرمایا:

وَلَوْ أَشْرَكُوا لَحَبِطَ عَنْهُمْ نَاعُوا لَمْ يَكُنْ لَكُمْ قُدْرَةٌ عَلَيْهِمْ (الانعام ۸۸/۸۸)

”اور اگر (بالفرض) وہ لوگ (مذکورہ انبیاء بھی) شرک کرتے تو جو عمل وہ کرتے تھے، وہ سب ضائع ہو جاتے۔“

(مزید فرمایا: إِنَّ مَنْ يُشْرِكْ بِاللَّهِ فَكَفَرَ حَرَمَ اللَّهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَأَوْادَةَ النَّارِ وَنَالَ الظَّالِمِينَ مِنْ أَنْصَارِ (المائدہ ۵/۵۸)

”یقیناً مانو کہ جو شخص بھی اللہ کے ساتھ (کسی کو) شریک کرتا ہے، اللہ تعالیٰ نے اس پر بہشت حرام کر دی ہے اور اس کا ٹھکانہ دوزخ ہی ہے اور ظالموں کا کوئی مددگار نہیں ہوگا۔“

لہذا ازیں ضروری ہے کہ توحید کی اس قسم کو بھی اختیار کیا جائے اور صرف اللہ وحدہ لا شریک کی عبادت کی جائے، اس کی ذات گرامی کے ساتھ شرک کی نفی کر دی جائے، اسی عقیدہ پر استقامت کا مظاہرہ کیا جائے، دوسروں کو اس کی دعوت دی جائے، اسی کو دوستی اور دشمنی کا معیار قرار دیا جائے۔ توحید کی اس قسم سے جمالت اور عدم بصیرت کے سبب لوگ شرک میں مبتلا ہو جاتے ہیں لیکن سمجھتے ہیں کہ وہ بہت ہدایت یافتہ ہیں، جیسا کہ اللہ عزوجل نے فرمایا ہے:

إِنَّهُمْ أَشْتَدُّوا الشَّيْطَانِ أَوْلِيَاءَ مِنْ دُونِ اللَّهِ وَيَحْسَبُونَ أَنَّكُمْ مُنْتَدُونَ (الاعراف ۳۰/۳۰)

”ان لوگوں نے اللہ کو چھوڑ کر شیطان کو رفیق بنا لیا اور سمجھتے (یہ) ہیں کہ (راہ راست پر) ہیں۔“

جیسا یوں اور ان جیسے دیگر لوگوں کے بارے میں فرمایا:

قُلْ عَلَىٰ نَفْسِكُمْ بِالْأَنْصَارِ مِنْ أَعْمَالِكُمْ ۚ ۱۰۳ الَّذِينَ ضَلَّ سَبِيلَهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَهُمْ يَحْسَبُونَ أَنَّكُمْ مُنْتَدُونَ ضُلْفًا (الحکمت ۱۰۳-۱۰۲)

”کہہ دیجئے کہ ہم تمہیں بتائیں کون لوگ اعمال کے لحاظ سے بہت زیادہ نقصان میں ہیں، وہ لوگ جن کی کوشش دنیا کی زندگی میں برباد ہو گئی اور وہ یہی سمجھتے رہے کہ وہ لچھے کام کر رہے ہیں۔“

کافر اپنی جمالت اور دل کی کجی کی وجہ سے یہ سمجھتا ہے کہ وہ ہوا کا کام کر رہا ہے حالانکہ وہ غیر اللہ کی عبادت کر رہا ہوتا ہے، غیر اللہ کو پکار رہا ہوتا ہے، غیر اللہ سے فریاد کر رہا ہوتا ہے، غیر اللہ کے نام پر جانوروں کو ذبح کرنے اور ان کے نام کی نذرین مان کر ان کا تقرب حاصل کرنے کی کوشش کر رہا ہوتا ہے، حالانکہ یہ سب کچھ ان کی جمالت اور عدم بصیرت کی وجہ سے ہے، انہی لوگوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے:

أَمْ تَحْسَبُ أَنَّ الْكُفْرَانَ لَمْ يَكُنْ لَكُمْ آيَاتٍ أَنْ تَتَّقُوا اللَّهَ أَنْ تَكُونُوا كَالَّذِينَ نَسُوا اللَّهَ فَأَنسَوْا عَنْهُ وَإِنَّهُمْ إِذْ لَكَالآلَانَامِ لَنِ لَمْ يَهْتَدُوا لِسَبِيلِ (الفرقان ۲۵/۲۴)

”کیا تم یہ خیال کرتے ہو کہ ان میں اکثر سنتے یا سمجھتے ہیں؟ (نہیں) یہ تو چوپایوں کی طرح ہیں بلکہ ان سے بھی زیادہ گمراہ (بھٹکے ہوئے) ہیں۔“

اور فرمایا:

وَلَقَدْ ذَرَأْنَا لِجَهَنَّمَ كَثِيرًا مِنَ الْجِنَّ وَالْإِنْسِ لَمْ قُلُوبٌ لَّا يُفْقَهُونَ هُنَّ (الاعراف ۱۷/۱۷)

”اور ہم نے بہت سے جن اور انسان دوزخ کے لئے پیدا کیے ہیں، ان کے دل ہیں لیکن سمجھتے نہیں۔۔۔۔۔“

اہل علم اور طلبہ علم پر یہ واجب ہے کہ توحید کی اس نوع (قسم) کی جانب بہت ہی زیادہ توجہ مبذول کریں کیونکہ اس کے بارے میں جمالت کی بہت کثرت ہے اور اکثر مخلوق توحید کی اس نوع کے خلاف روش اختیار کئے ہوئے ہے۔ توحید کی باقی دو قسمیں توحید اللہ بہت واضح اور روشن ہیں لیکن یہ قسم یعنی توحید عبادت، اکثر لوگوں پر ان بہت سے شبہات کی وجہ سے مشتبہ ہے، جنہیں اللہ کے دشمنوں نے رواج دے رکھا ہے اور بہت سے لوگوں کو گمراہ کر رہے ہیں لیکن اس شخص کے لئے محمد اللہ معاملہ نہایت واضح اور صاف ہے جس کی بصیرت کو اللہ تعالیٰ نے منور فرمادیا کیونکہ دشمنوں کے پھیلائے ہوئے تمام شبہات باطل ہیں، ان میں کوئی حقیقت نہیں اور اس کے مقابلہ میں حق نہایت واضح اور روشن ہے اور وہ یہ کہ ہر انسان کے لئے یہ واجب ہے کہ وہ عبادت کو اخلاص کے ساتھ صرف اور صرف اپنے اللہ کے لئے بحالائے، جیسا کہ اس نے ارشاد فرمایا ہے: فَادْعُوا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ (الغافر ۱۳/۳۰)



”سوتم نہایت اخلاص سے اللہ کی عبادت کی عبادت کرتے ہوئے اللہ کو پکارا اور اگرچہ یہ کافروں کو ناکار ہو۔“

(اور فرمایا: فَلَا تَدْعُوا مَعَ اللَّهِ أَحَدًا (الحج ۱۸/۴۲))

”اللہ کے ساتھ کسی اور کی عبادت نہ کرو“

(اور ارشاد ربانی ہے: وَلَا تَدْعُ مِنْ دُونِ اللَّهِ نَا لًا يَشْفَعُكَ وَلَا يَنْصُرُكَ فَإِنْ فُلْتُمْ فَأَنْتُمْ إِذًا مِنْ الظَّالِمِينَ (یونس ۱۰۶/۱۰))

”اور اللہ کو چھوڑ کر ایسی چیز کی عبادت مت کرنا جو تمہارا کچھ بھلا کر سکے نہ کچھ بگاڑ سکے، اگر ایسا کرو گے تو ناملوں میں سے ہو جاؤ گے۔“

ایک اور فرمان ہے:

ذَلِكُمْ الَّذِي نَمُكُّهُ مِنَ الْمَلِكِ وَالَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ يَمُكُّونَ مِنْ قِطْمِيرٍ ۚ ۱۳ إِنَّ تَدْعُوهُمْ لَا يَسْمَعُوا دَعْوَاهُمْ وَلَا يُسْمِعُونَ اسْتِجَابًا لِكَلِمَةٍ وَلَا يَمْلِكُونَ بِشَرِّ الْكَلِمِ وَلَا يَنْفَعُكَ مِثْلُ نَجْمٍ (فاطر ۱۳/۳۵-۱۳)

یہی اللہ تو (معبود حقیقی) تمہارا پروردگار ہے بادشاہی اسی کی ہے جن لوگوں کو تم اس کے سوا پکارتے ہو وہ کھجور کی گٹھلی کے چھٹکے برابر بھی (کسی چیز کے) مالک نہیں اگر تم ان کو پکارو تو وہ تمہاری پکاری سننے ہی نہیں اور ”اگر (بالفرض) سن بھی لیں تو قبول نہیں کر سکتے (یعنی تمہاری حاجت روائی اور مشکل کشائی نہیں کر سکتے) اور قیامت کے روز تمہارے شرک سے انکار کر دیں گے اور (اللہ) بانہر کی طرح تم کو کوئی خبر نہیں دے گا۔“

اور فرمایا:

وَمَنْ يَدْعُ مَعَ اللَّهِ آخَرَ لَا بُرْهَانَ لَهُ بِهِ فَإِنَّمَا حَسَابُهُ عِنْدَ رَبِّهِ إِنَّهُ لَا يُفْخِرُ الْكَافِرُونَ (المؤمنون ۱۱۴/۲۳)

”اور جو شخص اللہ کے ساتھ کسی دوسرے معبود کو پکارتا ہے، جس کی اس کے پاس کوئی دلیل نہیں تو اس کا حساب اللہ ہی کے ہاں ہوگا، یقیناً کافر لوگ نجات سے محروم ہیں۔“

اس مضمون کو اللہ تعالیٰ نے بہت سی آیات کریمہ میں بیان فرمایا ہے جو سب کی سب اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ عبادت صرف اور صرف اللہ تعالیٰ ہی کی ذات گرامی کی اخلاص کے ساتھ واجب ہے۔ غیر اللہ کو عبادت کا مستحق سمجھنا شرک اور کفر ہے۔ اسی طرح اگر کوئی شخص یہ عقیدہ رکھے کہ فلاں شخصیت یا عبادت میں سے کوئی چیز اس قابل ہے کہ اس کی عبادت کی جائے تو وہ شخص کافر ہے خواہ اس کی عبادت نہ بھی کرے، مثلاً اگر کوئی شخص یہ عقیدہ رکھے کہ یہ بت یا یہ شخص مثلاً جبریل یا نبی مکرم حضرت محمد ﷺ یا شیخ عبدالقادر جیلانی، یا بدوی، یا حضرت حسینؑ یا حضرت علی بن ابی طالبؑ یا ان کے علاوہ کوئی اور عبادت کے لائق ہے، اللہ کے سوا کسی اور کو پکارنے یا کسی اور سے فریاد طلب کرنے میں کوئی حرج نہیں، تو وہ شخص یہ عقیدہ رکھنے سے کافر ہو جاتا ہے، خواہ عملی طور پر وہ ایسا نہ بھی کرے۔

اسی طرح اگر کوئی شخص یہ عقیدہ رکھے کہ یہ علم غیب جلتے ہیں، یا کائنات میں تصرف رکھتے ہیں تو اس کی وجہ سے بھی وہ کافر ہو جائے گا، اس پر تمام اہل علم کا اجماع ہے اور اگر کوئی شخص فی الواقع غیر اللہ کو پکارے، ان سے مدد مانگے یا غیر اللہ کے نام کی نذر مانے تو وہ شرک اکبر کا مرتب ہوگا، اسی طرح اگر کوئی شخص غیر اللہ کو سجدہ کرے، یا اس کے لئے نماز پڑھے، یا اس کے لئے روزہ رکھے تو وہ بھی شرک اکبر کا مرتب ہوگا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس سے محفوظ رکھے۔

توحید کی ضد شرک ہے، شرک کی بھی تین قسمیں ہیں لیکن درحقیقت شرک کی صرف دو ہی قسمیں ہیں (۱) شرک اکبر (۲) شرک اصغر۔

شرک اکبر: شرک اکبر یہ ہے کہ عبادت یا اس کے کچھ حصے کو غیر اللہ کے ساتھ مخصوص کر دیا جائے یا دین کے ان امور معلومہ میں سے کسی کا انکار کر دیا جائے جن کو اللہ تعالیٰ نے واجب قرار دیا ہے مثلاً نماز، رمضان کا روزہ یا کسی ایسی چیز کو حرام ماننے سے انکار کر دیا جائے جسے دین نے حرام قرار دیا ہو مثلاً زنا اور شراب وغیرہ، یا خالق کی معصیت لازم آنے کے باوجود مخلوق کی اطاعت کو اختیار کیا جائے اور ایسا کرنا حلال سمجھا جائے کہ فلاں مرد یا عورت، سربراہ مملکت یا وزیر اعظم، عالم یا کسی اور کی ان امور میں بھی اطاعت جائز ہے جو اللہ تعالیٰ کے دین کے خلاف ہیں، تو ہر وہ عمل جس میں عبادت کا کچھ حصہ غیر اللہ کے لئے وقف کر دیا جائے مثلاً اولیا، اللہ کو پکارنا، ان سے فریاد کرنا، ان کے نام کی نذر ماننا یا کوئی ایسا عمل کرنا جس سے اللہ تعالیٰ کے کسی حرام کردہ امر کو حلال ٹھہرانا لازم آتا ہو یا اللہ تعالیٰ کے کسی واجب کو ساقط قرار دینا لازم آتا ہو۔ مثلاً یہ عقیدہ رکھنا کہ نماز واجب نہیں یا روزہ واجب نہیں یا استطاعت کے باوجود واجب نہیں یا زکوٰۃ واجب نہیں یا یہ عقیدہ رکھنا کہ اس طرح کے امور کا شرعاً کوئی حکم نہیں ہے تو یہ کفر اکبر اور شرک اکبر ہے کیونکہ یہ عقیدہ رکھنا اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی تکذیب کے مترادف ہے۔ اسی طرح اگر کوئی شخص کسی ایسے کام کے حلال ہونے کا عقیدہ رکھتا ہے جس کا حرام ہونا دین سے بالضرورہ معلوم ہو مثلاً زنا، شراب یا والدین کی نافرمانی کو حلال سمجھنا یا ڈکیتی و رورہزنی، لواطت، سوخوری اور ایسے دیگر امور کو حلال سمجھنا جن کی حرمت نص اور اجماع سے ثابت ہے تو اس پر تمام امت کا اجماع ہے کہ عقیدہ رکھنے والا کافر ہو جاتا ہے اور اس کا شمار شرک اکبر کا ارتکاب کرنے والے مشرکوں میں ہوتا ہے۔ اسی طرح جو شخص دین کا مذاق اڑائے تو وہ بھی مشرک اور اس کا کفر بھی کفر اکبر ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

قُلْ أَبِاللَّهِ وَآيَاتِهِ وَرَسُولِهِ كُنْتُمْ تَسْتَكْبِرُونَ ۚ ۱۵ لَا تَتَّبِعُوا ذَٰلِكَ قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ إِيمَانِكُمْ (التوبة ۶۵-۹)

”کہو کیا تم اللہ اور اس کی آیتوں اور اس کے رسول سے فہمی کرتے تھے؟ بہانے مت بناؤ تم ایمان لانے کے بعد کافر ہو چکے ہو۔“

اسی طرح اگر کوئی شخص کسی ایسی چیز کو حقیر سمجھتے ہوئے اس کی توہین کرتا ہو جسے اللہ تعالیٰ نے عظیم قرار دیا ہو مثلاً یہ کہ کوئی قرآن مجید کی توہین کرے، اس پر بول و برا کر دے یا اس پر بیٹھ جائے یا اسی طرح توہین کا کوئی اور پہلو اٹھے یا کرے تو اجماع ہے کہ وہ بھی کافر ہے، کیونکہ اس طرح یہ شخص درحقیقت اللہ تعالیٰ کی تنقیص و حقیر کرنا ہے، کیونکہ قرآن مجید تو اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا کلام پاک ہے لہذا جس نے اس کی توہین کی اس نے گویا اللہ تعالیٰ کی توہین کی ان تمام مسائل کو علماء نے اپنی کتب کے ”باب حکم المرتد“ میں بیان کیا ہے، چنانچہ مذاہب اربعہ میں سے ہر مذہب کی کتب فقہ میں ایک ایسا باب ہے جسے ”باب حکم المرتد“ کے نام سے موسوم کیا گیا ہے، اس باب میں کفر و ضلالت کی تمام اقسام کو بیان کیا گیا ہے، یہ باب لائق مطالعہ ہے، خصوصاً آج کے اس دور میں جب کہ امتداد کی بہت سی قسمیں پیدا ہو چکی ہیں اور بہت سے لوگوں کے سامنے صورت حال واضح نہیں ہے لہذا جو شخص کتب فقہ کے اس باب کا غور سے مطالعہ کرے گا تو اسے معلوم ہو جائے گا کہ نواقض اسلام، اسباب ارتداد اور کفر و ضلالت کی انواع و اقسام کون کون سی ہیں۔

دوسری قسم شرک اصغر ہے۔ اس سے مراد وہ کام ہے جسے نصوص میں شرک کے نام سے موسوم کیا گیا ہے لیکن شرک کی یہ قسم شرک اکبر سے کم تر درجہ کی ہے۔ مثلاً ریاکاری وغیرہ جیسے کوئی تنص ریاکاری کے لئے قرآن مجید کی تلاوت کرے یا ریاکاری کے لئے نماز پڑھے یا ریاکاری کے لئے دعوت الی اللہ کا کام کرے، چنانچہ حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "تمہارے بارے میں مجھے سب سے زیادہ خوف شرک اصغر کا ہے اور جب آپ ﷺ سے اس کے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا "اس سے مراد ریا ہے۔" اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ریاکاری (دکھاوا) کرنے والوں سے فرمائے گا "جاؤ ان لوگوں کے پاس جاؤ جن کو دکھانے کے لئے تم دنیا میں عمل کرتے تھے، کیا ان کے پاس تمہارے لئے کوئی جزا ہے؟"

اس حدیث کو امام احمد نے صحیح سند کے ساتھ محمود بن لبید اشلی انصاری سے روایت کیا ہے، طبرانی، بیہقی اور محدثین کی ایک جماعت نے بھی اسے محمود کو روایت کیا ہے۔ یہ محمود صغیر صحابی ہیں، نبی کریم ﷺ سے ان کا سماع ثابت نہیں ہے لیکن اہل علم کے نزدیک صحابہ کرام کی مرسل روایات صحیح اور حجت ہیں اور بعض اہل علم نے لکھا ہے کہ اس پر تمام امت کا اجماع ہے کہ صحابہ کی مرسل صحیح اور حجت ہیں۔

اسی طرح کسی آدمی کا یہ کہنا کہ "جو اللہ اور فلاں چاہے، اگر اللہ اور فلاں شخص نہ ہوتا" یا یہ جملہ کہ "یہ اللہ اور فلاں کی طرف سے ہے۔" تو اس طرح کہنا بھی شرک اصغر ہے جیسا کہ اس صحیح حدیث سے ثابت ہے جیسے امام ابو داؤد نے صحیح سند کے ساتھ حضرت حدیث سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا "یہ نہ کہہ کر کہ جو اللہ تعالیٰ چاہے اور فلاں چاہے بلکہ یہ کہہ کر کہ جو اللہ تعالیٰ چاہے اور پھر فلاں چاہے۔"

اسی طرح امام نسائی نے "تقیلہ" سے روایت کیا ہے کہ یہودیوں نے حضرات صحابہ کرام سے کہا ہے کہ تم بھی شرک کرتے ہو کیونکہ تم یہ کہتے ہو کہ "جو اللہ چاہے اور جو محمد ﷺ چاہے۔" اور تم کہتے ہو کہ "کہہ کی قسم!" تو "نبی ﷺ نے صحابہ کرام کو حکم دیا کہ وہ جب قسم کھانا چاہے تو یہ کہیں "رب کہہ کی قسم" اور یہ کہیں کہ "جو اللہ چاہے اور پھر جو محمد ﷺ چاہیں۔"

"سنن نسائی میں حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے کہا کہ "یا رسول اللہ ﷺ جو اللہ چاہے اور جو آپ چاہیں" تو آپ نے فرمایا "کیا تم نے مجھے اللہ کا شریک بنا دیا ہے؟" یہ کہو کہ "جو صرف اللہ وحدہ چاہے۔"

اسی طرح حضرت ابن عباس سے درج ذیل ارشاد باری تعالیٰ کی تفسیر میں مستقول ہے:

فَلَا تَجْعَلُوا لِلَّهِ أَدْوَاءً مُّشْرِكِينَ (البقرة ۲۲/۲۳)

"پس کسی کو اللہ کا ہمسر نہ بناؤ اور تم جانتے تو ہو"

اس امت میں شرک اس قدر مخفی ہو گا جیسے اندھیری رات میں، کالے پتھر پر چھوٹی کے چلنے کی آواز جوتی ہے مثلاً آپ کا یہ کہنا کہ "اے فلاں شخص! اللہ! میری اور آپ کی زندگی کی قسم!" یا یہ کہنا کہ "اگر یہ کتیا نہ بھونکتی تو ہمارے گھر چور آجاتے۔" یا "اگر گھر میں بلی نہ جوتی تو چور آجاتے۔" اسی طرح آدمی کا یہ کہنا کہ "جو اللہ اور آپ چاہیں، اگر اللہ تعالیٰ اور فلاں نہ ہوتا" تو ان جملوں میں فلاں کا استعمال نہ کرنا کہ سب شرک بن جائے گا۔ اس حدیث کو امام ابن ابی حاتم نے حسن سند کے ساتھ روایت کیا ہے۔

یہ اور اس طرح کے دیگر امور شرک اصغر کے قبیل سے ہیں، اسی طرح غیر اللہ کی قسم کھانا مثلاً کہہ، انبیاء، امانت، کسی کی زندگی یا کسی کی عزت وغیرہ کی قسم کھانا شرک اصغر ہے کیونکہ "مسند" میں صحیح سند کے ساتھ حضرت عمر بن خطاب سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا "جو شخص اللہ کے سوا کسی اور چیز کی قسم کھائے وہ شرک کرتا ہے۔"

امام احمد، ابو داؤد اور ترمذی رحمہم اللہ نے صحیح سند کے ساتھ حضرت ابن عمر سے مروی حدیث بیان کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا "جس نے غیر اللہ کی قسم کھائی اس نے کفر یا شرک کیا۔" اس میں یہ بھی احتمال ہے کہ راوی کو شک ہے کہ آپ نے کفر کا لفظ استعمال فرمایا یا شرک کا؟ اور یہ بھی احتمال ہے کہ ابو یوسف اور معنی یہ ہو کہ اس نے کفر اور شرک کیا۔

اسی طرح شیخین نے حضرت عمر سے مروی یہ حدیث بیان کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا "جس نے قسم کھائی ہو اسے چاہے کہ وہ اللہ کی قسم کھائے یا فاموش رہے۔" اس مضموم کی اور بھی بہت سی احادیث ہیں۔

اگرچہ یہ شرک اصغر کی قسمیں ہیں لیکن دل کی کیفیت کے باعث یہ شرک اصغر، شرک اکبر بھی ہو سکتا ہے مثلاً اگر نبی یا بدوی یا کسی بزرگ کی قسم کھانے والے کے دل میں یہ ہو کہ وہ اللہ کے مثل ہے یا اللہ کے ساتھ اسے بھی پکارا جاسکتا ہے یا اللہ تعالیٰ کے ساتھ اس کا بھی اس کا تواتر میں تصرف ہے تو اس عقیدے کی وجہ سے یہ شرک اصغر، شرک اکبر بن جائے گا اور اگر غیر اللہ کی قسم کھانے والے کا یہ مقصد نہ ہو اور محض عادت کے طور پر وہ اس طرح کی قسم کھائے تو یہ شرک اصغر ہوگا۔

شرک کی ایک اور قسم بھی ہے جسے شرک خفی کہا جاتا ہے۔ بعض اہل علم نے اس کے، شرک کی تیسری قسم ہونے کے سلسلہ میں حضرت ابو سعید خدریؓ کی اس حدیث سے استدلال کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا "کیا میں تمہیں اس چیز کے بارے میں نہ بتاؤں جو میرے نزدیک تمہارے لئے مسج الدجال سے بھی زیادہ خطرناک ہے؟" صحابہ کرام نے عرض کیا "یا رسول اللہ! ضرور ارشاد فرمائیے!" آپ نے فرمایا "وہ شرک خفی ہے، آدمی جب نماز پڑھتے ہوئے یہ دیکھتا ہے کہ اسے کوئی دیکھتا ہے کہ اسے کوئی دیکھ رہا ہے تو وہ نماز کو سنوار کر پڑھنا شروع کر دیتا ہے۔" (احمد)

صحیح بات یہ ہے کہ یہ شرک کی کوئی تیسری قسم نہیں ہے یہ شرک اصغر ہی ہے اور یہ کبھی خفی بھی ہوتا ہے کیونکہ اس کا تعلق دل سے ہے جیسا کہ اس حدیث میں ہے۔ اس کی مزید مثالیں، ریاکاری کے لئے قرآن مجید پڑھنا، ریاکاری کے لئے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنا، ریاکاری کے لئے جہاد کرنا وغیرہ۔

بعض لوگوں کی نسبت حکم شرعی کے اعتبار سے یہ کبھی خفی بھی ہوتا ہے جیسا کہ حضرت ابن عباس سے مروی مذکورہ حدیث میں بیان کی گئی، مثالیں ہیں اور کبھی یہ شرک اکبر ہونے کے باوجود مخفی ہوتا ہے جیسے کہ منافقین کا اعتقاد کہ وہ ظاہری اعمال ریاکاری کے لئے کرتے ہیں، جب کہ ان کا کفر خفی ہوتا ہے، جسے وہ ظاہر نہیں کرتے، جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

إِنَّ لَنَا لَلْفَيْهِنَّ يَنَّا وَعَمَّا بَيْنَنَا وَمَا بَيْنَنَا إِلَى الصَّلَاةِ قَامُوا كَسَالَىٰ يُرَاءُونَ النَّاسَ وَلَا يُذُكَّرُونَ وَاللَّهِ أَكْفِيلًا ۚ ۱۴۲ مُّذُنَّبِينَ بَيْنَ ذَٰلِكَ لِآلِي بُوْلَاءٍ وَلَا لِآلِي بُوْلَاءٍ (النساء ۱۴۲/۱۴۳)

منافق (ان چالوں سے لپٹنے خیال میں) اللہ کو دھوکا دیتے ہیں (یہ اس کو کیا دھوکا دے گا) وہ انہیں کو دھوکے میں ڈالنے والا ہے اور جب یہ نماز کو کھڑے ہوتے ہیں تو سست اور کامل ہو کر (صرف) لوگوں کے دکھاوے کے لیے "اور اللہ کی یاد تو برائے نام ہی کرتے ہیں (ان کی) حالت یہ ہے کہ (کفر و ایمان میں) مترو ہیں۔ نہ ان کی طرف (ہوتے ہیں) نہ ان کی طرف۔"

منافقین کے کفر اور ان کی ریاکاری کا ذکر بہت سی آیات میں ہے۔ نسا اللہ العافیۃ

ہم نے جو کچھ ذکر کیا اس سے معلوم ہو گیا ہوگا کہ شرکِ خفی بھی شرک کی مذکورہ دو قسموں (اکبر اور شرکِ اصغر) سے خارج نہیں ہے اور اسے خفی اس لئے کہا گیا کہ شرکِ کبھی خفی ہوتا ہے اور کبھی جلی۔ جلی کی مثال مردوں کو پکارنا، ان سے مدد طلب کرنا، اور ان کے نام کی نذر ماننا وغیرہ اور خفی کی مثال وہ شرک ہے جو منافقوں کے دل میں ہوتا ہے حالانکہ وہ بظاہر لوگوں کے ساتھ مل کر نماز پڑھتے اور روزے بھی رکھتے ہیں لیکن باطنی طور پر یہ کافر ہوتے ہیں کیونکہ یہ بتوں کی عبادت کے جواز کا عقیدہ رکھتے ہیں اور اس طرح گویا یہ مشرکوں کے دین پر ہوتے ہیں تو یہ شرکِ خفی، اکبر ہے کیونکہ اس کا تعلق دلوں سے ہے۔ اس طرح شرکِ خفی، اصغر سے مثلاً وہ شخص جو اس لئے قرآن مجید کی تلاوت کرتا یا نماز پڑھتا یا صدقہ کرتا ہے کہ لوگ اس کی تعریف کریں یا اس طرح کوئی اور کام کرتا ہے تو یہ شرکِ خفی لیکن اصغر ہے۔ اس تفصیل سے واضح ہوا کہ شرک کی دو قسمیں ہیں (۱) اکبر اور (۲) اصغر اور ان میں سے ہر ایک خفی بھی ہو سکتا ہے۔ مثلاً منافقوں کا شرک جو کہ اکبر ہے اور یہ کبھی خفی اور اصغر بھی ہو سکتا ہے مثلاً نماز، یا صدقہ یا دعایا دعوت الی اللہ یا امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے کاموں کو ریاکاری کے لئے کرنا۔ ہر مومن کے لئے یہ واجب ہے کہ وہ شرک سے اجتناب کرے اور شرک کی ان تمام صورتوں سے دور رہے، خصوصاً شرکِ اکبر سے، کیونکہ یہ وہ سب سے بڑا گناہ ہے جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی جاتی ہے اور یہ وہ سب سے بڑا جرم ہے جس میں لوگ مبتلا ہو گئے ہیں اور یہ وہ جرم ہے جس کے بارے میں اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے فرمایا ہے:

وَلَوْ أَشْرَكُوا لَحَبِطَ عَنْهُمْ نَافَعُ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ (الانعام ۸۸/۶)

”اور اگر وہ لوگ (انبیاء، علیہم السلام) شرک کرتے تو جو عمل وہ کرتے تھے، سب ضائع ہو جاتے۔“

نیز اسی کے بارے میں فرمایا:

إِنَّ مَنْ يُشْرِكْ بِاللَّهِ فَكَفَرَمَ اللَّهُ عَلَيْهِ الْغَيْبَةَ وَتَوَّاهُ النَّارُ (المائدہ ۵/۴۲)

”یقیناً ما لو کہ جو شخص اللہ کے ساتھ شریک کرتا ہے اللہ تعالیٰ نے اس پر بہشت حرام کر دی ہے اور اس کا ٹھکانہ جہنم ہی ہے۔“

اس کے متعلق ایک اور ارشاد ہے:

إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ لِمَنْ يُشْرِكْ بِهِ وَيَغْفِرُ لِمَنْ دُونَ ذَلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ (النساء ۱۱۶/۳)

”اللہ اس گناہ کو نہیں بخشنے گا کہ کسی کو اس کا شریک بنایا جائے، اس کے سوا (اور گناہ) جس کو چاہے گا بخش گا۔“

جو شخص حالتِ شرک پر مر گیا وہ یقینی طور پر جہنمی ہے۔ جنت اس لئے حرام ہے اور وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے جہنم ہی میں رہے گا۔ نعوذ باللہ من ذلک

شرکِ اصغر کا شمار بھی اکبر البتہ میں ہوتا ہے، اس کا مرتکب بھی عظیم خطرے سے دوچار ہوتا ہے لیکن نیکیوں کے غالب آجانے سے یہ معاف بھی ہو جاتا ہے اور کبھی اس کی سزا بھی ملتی ہے لیکن اس کا مرتکب کفار کی طرح ابدی جہنمی نہ ہوگا کیونکہ یہ ایسا گناہ نہیں ہے جو جہنم میں ہمیشہ ہمیشہ رہنے کا موجب ہو اور اس سے تمام اعمال رائیگاں ہو جاتے ہوں، ہاں البتہ جس عمل میں اس کی آمیزش ہوگی وہ یقیناً رائیگاں ہو جائے گا۔ شرکِ اصغر کی جس عمل میں آمیزش ہو وہ رائیگاں ہو جاتا ہے مثلاً اگر کوئی شخص ریاکاری کے لئے نماز پڑھے تو نہ صرف یہ کہ اسے کوئی اجر نہیں ملے گا بلکہ اسے گناہ بھی ہوگا۔ اسی طرح اگر کوئی شخص ریاکاری کے لئے قرآن مجید پڑھے تو اسے بھی کوئی اجر نہیں ملے گا بلکہ گناہ بھی ہوگا لیکن شرکِ اکبر اور کفرِ اکبر ایسے سنگین جرائم ہیں کہ ان سے زندگی کے تمام اعمال ضائع ہو جاتے ہیں جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَلَوْ أَشْرَكُوا لَحَبِطَ عَنْهُمْ نَافَعُ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ (الانعام ۸۸/۶)

”اور اگر وہ (سابقہ انبیاء، علیہم السلام) بھی شرک کرتے تو ان کے تمام اعمال ضائع ہو جاتے۔“

لہذا سب مردوں اور عورتوں، عالم اور متعلم اور ہر ایک مسلمان پر یہ واجب ہے کہ وہ اس امر کو سیکھے اور اس میں بصیرت حاصل کرے تاکہ وہ توحید کی حقیقت اور اقسام کو جان لے اور شرک کی ان دونوں قسموں، اکبر و اصغر کو پہچان لے تاکہ اگر اس سے شرکِ اکبر یا اصغر کا ارتکاب ہوا ہو تو وہ فوراً چھی تو بہ کرے، توحید کو لازم پکڑے، اس پر استقامت کا مظاہرہ کرے، اللہ تعالیٰ کی اطاعت و بندگی اور اس کے حق کی ادائیگی میں زندگی بسر کرے۔ توحید کے کئی حقوق ہیں اور وہ ہیں فرائض کو ادا کرنا اور نواہی کو ترک کرنا یعنی توحید کے ساتھ ساتھ یہ بھی انتہائی ضروری ہے کہ فرائض اولئکے جائیں اور نواہی کو ترک کیا جائے اور شرک کی تمام صورتوں سے خواہ وہ صغیرہ ہوں یا کبیرہ، مکمل طور پر اجتناب کیا جائے۔ شرکِ اکبر، توحید اور اسلام کے کلی طور پر منافی ہے جبکہ شرکِ اصغر، کمال واجب کے منافی ہے لہذا دونوں صورتوں یعنی شرکِ اصغر و اکبر کا ترک کرنا از بس ضروری ہے۔ ہمیں چاہئے کہ دل و دماغ کی اتھارہ گہرائیوں سے اسے سیکھیں اور اس میں فتاہت حاصل کریں اور پوری عنایت اور وضاحت کے ساتھ اسے لوگوں تک پہنچائیں تاکہ مسلمانوں کو ان عظیم الشان امور کے بارے میں شرح صدر حاصل ہو۔ اللہ عز و جل کی بارگاہِ قدس میں دست سوال دراز ہے کہ وہ ہمیں اور آپ سب کو علم نافع اور عمل صالح کی توفیق عطا فرمائے۔ ہمیں اور تمام مسلمانوں کو دین میں فتاہت و ثابت قدمی عطا فرمائے۔ اپنے دین کو فوج و نصرت اور اپنے کلمہ کو سر بلندی عطا فرمائے اور ہمیں اور آپ سب لوگوں کو اپنے ہدایت یافتہ بندوں میں بنادے! اللہ سمیع قریب۔ وصلی اللہ علی نبینا محمد و علی آلہ و صحابہ و اتباعہ باحسان الی یوم الدین

[فتاویٰ مکیہ](#)